قاری سعید الرحمٰن *

عالم اسلام کے خلاف سازشیں
پاکستان اور سعودی عرب کی ذمہ داریاں

انگریز جو عالم اسلام کا سب سے بڑا دشمن رہا ہے' اس نے دوسرے عیسائی سلطنتوں سے مل کر ''خلافت عثمانیہ ترکیہ'' کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں جو بندر بانٹ کی تھی' اور عربوں میں ترکوں کے خلاف نفرت کا بیج بو کر چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں تقسیم کرنے کا جو خطرناک منصوبہ بنایا تھا' اب اس کے زہریلے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ قطر' کویت' اردن' متحدہ عرب امارات وغیرہ چھوٹے چھوٹے خطوں میں ان کو تقسیم کیا گیا' تقسیم بھی ایسی کہ ایک دوسرے میں ان کی سرحدیں گھسی ہوئی ہیں۔ ابوظہبی آپ جائیں' اچانک امارات میں گھرے ہوئے علاقہ میں سلطنت عمان کا بورڈ نظر آئیگا۔ معلوم ہوگا کہ یہ اندرونی حصہ عمان کا ہے' آگے عمان کے اندر امارات کا حصہ نظر آئیگا۔ انگریز نے اس انداز سے یہ تقسیم اس لئے کی تھی کہ جب ان ممالک کو لڑانے کی ضرورت پڑے تو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ معمولی اشارہ سے بھی یہ ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو سکیں۔ O.I.C یعنی اسلامک ممالک کی تنظیم میں دو ایسے ممالک تھے جو پورے عالم اسلام کی قیادت کر سکتے تھے۔ اور اس تہذیبی تصادم کے دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتے تھے۔ یہ دو ملک پاکستان اور سعودی عرب ہیں۔ پاکستان کو عالم اسلام میں جہاں ایٹمی طاقت ہونے کا اعزاز حاصل ہے' وہاں عام مسلمانوں کا دین سے لگاؤ اور اسلام سے محبت ان کا ایک خاص نشان ہے۔ پاکستانی فوج کو بھی عالم اسلام میں ایک قیمتی متاع کا طور پر پہچانا جاتا ہے۔ یہ فوج جہادِ فی سبیل اللہ کے جذبہ سے سرشار ہے' اسلئے بھارت بھی اس سے ٹکر لینے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ اسکی دھمکیاں گیدڑ بھبھکیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ایٹمی قوت کے ناطے نے بھی اس کی عالم اسلام میں ایک عزت ہے۔ پاکستان مالی طور پر اتنا مضبوط نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پاکستانی سائنسدانوں کی شب و روز محنت سے اس مقام تک پہونچ سکا ہے۔ پاکستان عالم اسلام کی قیادت کر سکتا تھا مگر موقع اس کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ تاریخ میں بسا اوقات چند لمحات اہم ہوتے ہیں۔ ان لمحات میں قوموں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔

۱۱ ستمبر کے ''بش'' کے ایک فون نے پاکستان کی تاریخ کو تابناکی اور روشنی سے ظلمت اور اندھیرے میں دھکیل دیا۔ قیادت کی بجائے غلامی کے ناپیدا کنار گڑھے میں پھینک دیا۔ اس نے فون کے نتیجہ میں قرون اولیٰ کے

---

* جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر

مسلمانوں کی نشانی ''طالبان'' کو تباہ کرنے میں جو کردار پاکستان نے ادا کیا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اور نہ معلوم کب تک اس کے مہلک نتائج ہم بھگتتے رہیں گے۔ پاکستان میں لادینیت' سیکولرزم اور مغربیت پر مدارس دینیہ نے بریک لگائی ہوئی ہے' ورنہ کون سا حربہ ہے جو اس بریک اور رکاوٹ کو ختم کریں گے۔ کفریہ طاقتوں نے استعمال نہیں کیا۔ ہماری بے خبر وزیر تعلیم (زبیدہ جلال) غلامانہ ذہنیت کے مالک حکومتی نمائندے' اور وزارت خارجہ کے مرعوب نمائندے روزمرہ کے بیانات میں اپنے لبرل ازم کو ظاہر کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ گھسا پٹا لفظ کہ ہم مدارس کو قومی دھارا میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ بار بار اس کی نوید سنائی جا رہی ہے' ترغیب کے لئے کمپیوٹر اور قوم کی پیشکش کی جا رہی ہے۔ نصاب کو تبدیل کرنے کے لئے انگریزی اور عصری علوم کے فضائل گنوائے جا رہے ہیں۔ مدارس میں اگر اسلامی علوم نہ ہوں تو ان کے قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مدارس کی اصل روح ہی یہ نصاب ہے' ان کو اگر تبدل کر دیا جائے تو باقی کیا رہ جاتا ہے' اگر امریکہ کے کہنے پر جہاد کی سورتیں' سورۃ انفال براءۃ اور ممتحنہ وغیرہ نکال دی جائیں تو یہ کونسی اسلام کی خدمت ہوگی۔ مدارس پر مزید دباؤ ڈالنے کے لئے ہماری ناعاقبت اندیش حکومت نے مسلمان ممالک کے طلبہ کی گرفتاری اور نام نہاد ''القاعدہ'' سے ان کے جوڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے اثرات ان ممالک کے عوام اور حکومتوں پر جو ہوں گے اس سے ہماری حکومت بے خبر نہ ہوگی۔ لیکن یہ بیچارے مجبور ہیں۔ آقاؤں کو خوش کرنا ان کا مشن ہے۔ مسلمان اور ان کی حکومتوں سے ان کو کیا سروکار؟ جس امریکی امداد کا اعلان گزشتہ دنوں ہوا ہے۔ اس میں تین ارب ڈالر کے پیکج میں سو ملین ڈالر پاکستان میں تعلیمی اصلاحات کے لئے ہیں۔ ان میں سر فہرست دینی مدارس ہیں جدید نصاب کو متعارف کرانا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ ''بش'' کو دینی مدارس کے نصاب میں اصلاح کی کتنی فکر ہے۔ ''بش'' کو خوش کرنے کے لئے پاکستانی بیوروکریسی نے اطلاع دے دی ہے کہ ۱۲۰۰ مدارس حکومت کے پاس اس سلسلہ میں رجسٹریشن کرا چکے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط اور جعلی رپورٹ ہے۔ کوئی صحیح اور اصلی ایک مدرسہ بھی ایسا نہ ہوگا جو اسلامی علوم کی اشاعت کی بجائے اپنے نصاب کو تبدیل کرنے اور ''بش'' کے نظام سے منسلک ہونے کے لئے تیار ہو۔ اور ان مسموم ڈالروں کے عوض اپنی حریت و آزادی کو فروخت کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ یہ نصاب اب کا نہیں' یہ ہمارے اکابر کے علمی تجربات' آہ سحرگاہی' اور اخلاص پر مبنی شب و روز جدوجہد کے نتیجہ میں منصہ شہود پر آیا ہے۔ اور کامیاب طریقہ سے اس کی برکات ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہمارے شیخ واستاذ مولانا محمد یوسف بنوریؒ جو وفاق المدارس کے بانیوں میں سے تھے' میرے بھائی مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ نے ''بینات'' بنوری نمبر میں ان کا یہ واقعہ ذکر فرمایا کہ ''حضرت بنوریؒ نے بارہا یہ واقعہ ذکر فرمایا کہ ایک مرتبہ ڈھاکہ میں علماء کرام کا ایک اجلاس تھا' جس میں پاکستان کے مشرقی حصہ موجودہ بنگلہ دیش) اور مغربی حصہ کے اکابر علماء کرام موجود تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور خود حضرت بنوریؒ جیسی شخصیتیں اس اجلاس میں شریک تھیں' عصری علوم کا نصاب مروجہ کے ساتھ جوڑ کا مسئلہ زیر بحث تھا' بعض علماء

کرام نے اس کی حمایت میں رائے دی اور کچھ مخالفت کر رہے تھے۔ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اس وقت یہ خیال آیا کہ علوم عصریہ کو داخل نصاب کرنے میں کیا حرج ہے۔ بہر حال وہ اجلاس ختم ہوا۔ اور زیر بحث مسئلہ میں اختلاف آراء کی وجہ سے اجلاس کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ میں رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں کھڑا ہوں اور سامنے چٹائی بچھی ہے اور اس میں یہ عبارت بنی ہوئی ہے۔ النجاة في علوم المصطفى (نجات مصطفی علیہ السلام کے دین میں ہے) اور فرمایا کہ اس خواب میں پھر میں دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر پوری قوت کے ساتھ ان کلمات کے ساتھ اذان دیتا ہوں "النجاة في علوم المصطفى" فرمایا کہ صبح جاگنے کے بعد دل میں سے یہ خیال نکل گیا اور یقین ہو گیا کہ اس دور میں بھی صرف علوم نبوت سے کامیابی ممکن ہے۔ عصری علوم کا جوڑ بالکل بے معنی ہے۔

دوسرا ملک جس سے عالم اسلام کو توقعات تھیں وہ سعودی عرب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرمین شریفین کے تعلق سے اس حکومت کو ایک خاص تقدس اور بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ یہ مملکت مسلمانوں کے امیدوں کا مرکز ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں اس کی توقیر و تعظیم ہے۔ اس روحانی عظمت کے علاوہ ظاہری دولت و ثروت سے بھی یہ مملکت مالا مال ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا پیٹرول کا ذخیرہ یہاں ہے۔ مگر غیروں کی سازشوں سے یہ ملک بھی ورلڈ بینک اور بین الاقوامی استحصالی مالیاتی شکنجوں میں ہے۔ امریکہ نے یہاں اپنے پنجہ گاڑے ہوئے ہیں کہ ان پر ترس آتا ہے۔ امریکہ کی مرضی کے بغیر یہاں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ ائمہ کرام وہ دعائیں نہیں کر سکتے جو امریکہ کے خلاف ہوں، حج و عمرہ پر جانے والے حضرات محسوس کرتے ہوں گے کہ شاید یہود کے بارے میں گاہے کوئی بددعائیہ کلمہ نکل جائے۔ لیکن نصاریٰ کے بارے میں ان کی زبانیں بند رہتی ہیں۔ حالانکہ یہود کی سرکشی اور عالم عرب اور مسلمانوں کے خلاف ان کی طاقت نصاریٰ کے بل بوتے پر ہے۔ عراق کی جنگ کے بعد سینکڑوں نہیں ہزار سے زائد علماء و خطباء کو ان کے مناصب سے معزول کر دیا گیا۔ اور جو ڈیوٹی پر ہیں ان کو پابند کیا گیا ہے کہ ۱۱ ستمبر کے واقعات کا ذکر نہ کیا جائے۔ امریکہ نے سعودی حکومت ہی کو نہیں وہاں کی نجی تنظیموں کو بھی روک دیا ہے کہ وہ عالم اسلام کے محتاجوں، یتیموں، مساکین، اور دینی اداروں کی مالی خدمات بند کر دیں۔ اس سلسلہ میں ''مؤسسة الحرمین'' جیسے ادارہ کے بارے میں خبر آ چکی ہے کہ اس کی سرگرمیاں اور دفاتر بند کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں کے نصاب کے بارے میں بھی امریکہ نے کہہ دیا ہے کہ اس سے جہاد کے مضامین اور دوسرے اقوام کے خلاف مضامین کو نکال دیا جائے۔ سمجھدار قوموں میں تعلیم سب سے اہم شعبہ ہے۔ اور ہر قوم اپنے مذہب، تہذیب، کلچر اور ماحول کے مطابق اپنا تعلیمی نظام ترتیب دیتی ہے۔ مگر ہمارے یہاں اس کا کوئی پرسان حال نہیں۔ گزشتہ دنوں ایک تجزیہ نگار نے ابتداء پاکستان کا واقعہ لکھا تھا، کہ اس دور میں کابینہ میں وزارتیں تقسیم ہوئی اور وزراء حلف اٹھا کر جانے لگے۔ تو خیال آیا کہ وزارت تعلیم کا قلمدان تو کسی کے سپرد نہیں کیا گیا۔ وزراء جا چکے تھے۔

ایک بنگالی بوڑھے وزیر جن کو دمہ کی شکایت تھی وہ باہر کھانس رہے تھے۔ ان کو کہا گیا کہ اور وزراء تو جا چکے ہیں' وزارت تعلیم بھی آپ کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس بیچارے نے کہا کہ میں بوڑھا اور بیمار ہوں۔ میں یہ کیسے چلا سکوں گا۔ لیکن یہ بیکار وزارت تھی اسلئے اس کے سر تھوپ دی گئی۔ ہم نے دینی تعلیم کی تو قدر نہیں کی۔ دینوی تعلیم میں بھی کوئی مقام حاصل نہ کر سکے۔ کاش عالم اسلام کی یہ دو حکومتیں پاکستان اور سعودی عرب پوری ملت اسلامیہ کی قیادت کی اہل ثابت ہوتیں اور عالم کفر سے مرعوب ہونے کی بجائے رہنمائی کے فرائض انجام دیتیں۔ O.I.C ایک بے جان لاش کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ حکمرانوں میں حق کی آواز کبھی کبھی ملائشیا کے مہاتیر محمد کی طرف سے آ جاتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ ان سے ملت اسلامیہ کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کا کام لے لے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

(بقیہ صفحہ نمبر ۶ سے) **خلیفہ منصور کا خواب اور ابوحنیفہؒ کی حسن تعبیر:** پہلے بھی شاید امام اعظم ابو حنیفہؒ کی ذکاوت اور فہم کا بیان کے ذیل میں واقعہ ذکر کر چکا ہوں کہ عباسی دور کے مشہور خلیفہ منصور نے رات خواب میں موت کے فرشتے کو دیکھ کر اس سے سوال کیا کہ میری موت میں کتنا عرصہ باقی ہے۔ فرشتے نے پانچ انگلیاں سے صرف اشارہ کر کے جواب دینے پر اکتفا کیا اور مزید وضاحت اور تفصیل نہ بتائی۔ خلیفہ منصور نے صبح خواب کی تعبیر بیان کرنے والے ماہرین کو بلا کر اپنا خواب تعبیر کیلئے پیش کر دیا' کسی نے اس اشارہ سے یہ سمجھا کہ فرشتے کی مراد اس سے ۵ سال ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے۔ پانچ سال کے بعد آپ کو مرنا ہے۔ بعض نے اس سے مراد پانچ ماہ اور ایک نے پانچ یوم مراد لیا۔ ظاہر ہے کہ خلیفہ یہ سن کر مایوس ہوتا رہا۔ جس کسی کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں وقت' فلاں سال و مہینہ مجھے مرنا ہے' پریشانی لاحق ہو گئی۔ اسی مجلس میں امام ابوحنیفہؒ بھی تشریف فرما تھے' انہوں نے فرمایا کہ اس میں کسی مقررہ مدت کی طرف اشارہ نہیں بلکہ یہ قرآن مجید کی آیات ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ کی طرف اشارہ تھا کہ موت کے وقت مقررہ کا پوچھنا بھی ان پانچ امور میں سے ہے جنکا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ مجھے آپ کی موت اور بقایا عمر کا کوئی علم نہیں۔ اس خوفناک دن کی اطلاع' جیسا کہ گزشتہ خطبہ کے ابتدائی کلمات میں کر چکا ہوں' تمام انبیاء کرام نے دی' چونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے نبی آخر الزماں و ختم الرسل ہیں اسلئے انہوں نے زیادہ تفصیلات و تاکیدات سے اسکا ذکر فرما کر یہاں تک فرما دیا کہ قیامت قریب آ پہونچی اور میں اس دنیا میں اللہ کا آخری رسول ہوں' قرآن مجید نے بھی بانگ دہل اعلان فرما دیا کہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ''قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند دو ٹکڑے ہوا'' اور خوابِ غفلت میں پڑے رہنے والوں کو مزید تنبیہ کیلئے زوردار الفاظ سے فرمایا کہ فھل ینظرون الا الساعۃ تاتیھم بغتۃ فقد جاء اشراطھا فانی لھم اذا جاءتھم ذکراھم۔ ''ترجمہ'' پس کیا یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر اچانک آ جائے بس یاد رکھو کہ اس کی کئی علامتیں آ چکی ہیں' تو جب قیامت انکے سامنے آ جائے گی اس وقت ان کی سمجھنا کہاں میسر ہو گا۔ ....(جاری ہے)